بعثتِ مہدیؑ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنا پہلا خلیفہ بنا کر دنیا میں بھیجا اور بنی آدم کو توحید کے پیغام کا سلسلہ شروع کیا۔آدم علیہ السلام کے بعد دنیا میں پیغمبروں کا سلسلہ جاری رہا۔آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ بن عبداللہ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا۔آپؐ کو سارے جہاں کے لئے رحمت اللعالمین، شاہد و مبشر بنایا۔اپنی آخری کتاب قرآن مجید نازل فرمائی۔اور شریعت کو مکمل کر دیا۔قیامت تک کے لئے فرائض کے احکامات بتلا دیئے۔وحدانیت کو قائم کر دیا۔اللہ کے نبی محمد ﷺ نے آنے والوں کے لئے قرآن مجید، دینی احکامات اور اپنی سنت پیش کر دی۔قیامت تک ہونے والے واقعات بیان کر دیئے قصہ مختصر اللہ نے اپنا دین مکمل کر دیا۔یہ سب ہو چکا مگر قرآن مجید کی آیتیں اور اللہ کے نبی نے ایک عیسیٰ علیہ السلام اور ایک دوسری ہستی کی مبعوثیت کے تعلق سے اُمت کو نصیحت کی۔اللہ کے نبی نے ایک ایسی ہستی جو اہل بیت سے ہوگی اس کا ذکر کافی تفصیل سے کیا اور ان کی مبعوثیت کے تعلق سے متواتر احادیث بیان کی آپ نے اتنی اہمیت اور تفاصیل سے اس ہستی کا خاندانی حسب، نسب، عادت و اخلاق تفصیل سے بیان کیا۔اور اُمت کو خاص تاکید کی کہ سخت سے سخت مرحلوں سے بھی گزرنا پڑے تو جاؤ اور اس پر بیعت کرو۔

اب جب ہم ان احادیث واحکامات کو پیش نظر کرتے ہیں تو ہم کو غور وفکر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔آخر ایسی ہستی کی ضرورت کیوں ہے۔آخر ایسے کونسے احکامات باقی رہ گئے ہیں۔اُمت محمدیہؐ پر ایسی کونسی نئی چیز پیش کی جائے گی۔

آیئے ہم ذہن میں ابھرتے ہوئے ان منتشر خیالات وسوالات کی گتھیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں ایک مصلحت پوشیدہ ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہر مخلوق چاہے وہ نباتات، حیوانات سے ہو یا انسان کی تخلیق ہو اس کے بنانے کا ایک مقصد ہے اگر ہم وہ مقصد کو سمجھ ہی نہیں سکتے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا ہے اس کے پیدا کرنا بیکار یا فضول ہے۔صرف اللہ تعالیٰ ہی مقصد تخلیق ہی کو جانتے ہیں۔بعثت مہدیؑ کو سمجھنے سے پہلے ہم کو سیرت حضور پاک محمد ﷺ کو سمجھنے کی ضرورت ہے اس سے پہلے قرآن مجید کو سمجھنا پڑتا ہے اور اس سے پہلے ہم کو تخلیق آدم اور اللہ کی مصلحت اور انسانی فطرت کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔آیئے اب ہم آدم اور ان کی تخلیق پر غور کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے جب ارادہ کیا کہ میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ملائکہ وفرشتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں ایک نئی مخلوق کی تشکیل دینا چاہتا ہوں اور وہ میرا خلیفہ ہوگا تو فرشتوں نے جواب دیا کہ کیا ہم تیری عبادت نہیں کرتے ہیں، کیا تیرا حکم بجا نہیں لاتے اور تیری نئی مخلوق زمین پر شر وفساد کرے گی۔اللہ نے جواب دیا میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور حکم دیا میں جب اس کو بناؤ تو تم سب اس کو سجدہ کرو تمام فرشتوں نے اس کو سجدہ کیا۔سوائے شیطان کے۔اور اسی طرح ایک نئی مخلوق کی بنیاد پری جس کو ہم آدم کے نام سے جانتے ہیں۔وہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنے۔آدم کے بعد حوا کا وجود عمل میں آیا پھر یہ دونوں مرد وعورت یا یوں کہئے میاں بیوی جنت میں زندگی بسر کرنے لگے۔آدم نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔آدم وحوا کو جنت چھوڑنا پڑا۔اسی طرح سے دونوں سے یہ دنیا آباد ہوئی۔آدم ابو بشر اور حوا ام البشر نے اور نسل انسانی کا نئی دنیا میں آغاز کیا۔اللہ تعالیٰ نے آدم کی غلطی کو معاف کیا اللہ کی وحدانیت تعلیمات کا بنی آدم کو وہ سبق سکھایا گیا۔نیکی اور بدی کے راستے دکھلائے گئے۔جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔خلقہ ثم ھدی انسان کو پیدا کیا اور پھر (نیک وبدکی) راہ دکھلائی۔اولاد آدم بڑھتی گئی۔خاندان، قبیلہ بنا۔قبیلہ سے قبیلے ہوئے۔قوم بڑھتی گئی اور زمین کے مختلف مقامات آباد ہوتے رہے۔آدم کے بعد نبیوں کا سلسلہ جاری رہا۔لوگ گمراہ ہوتے رہے، توحید کا نام مٹنے لگا۔پیغمبر آتے رہے۔توحید کا پیغام سناتے رہے چند ہی عرصے کے بعد قوم

وحدانیت کے ساتھ شرک کے گناہ میں مرتکب ہوتی رہی۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد ﷺ بن عبداللہ کو آخری نبی بنایا۔ آپ کو خاتم النبیین ﷺ بنا کر دنیا میں بھیجا۔ آپ کے ذریعہ کائنات اور مخلوق کائنات کے مقصد کا پیغام بھیجا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (سورہ الذاریات آیت ۵۶)

اور ہم نے جن وانسان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ سوائے اس کے ہماری عبادت کرے۔

مفسر اسلام ابن عباسؓ نے عبادت کے معنی کو معرفت بتلایا یعنی اللہ کی پہچان۔ تخلیق انسان کے بعد اس کو زندگی گزارنے کا راستہ بتانے کے ساتھ اب مقصد حیات سمجھایا جا رہا ہے۔ ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

ایحسب الانسان ان یترک سدی۔ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ یونہی چھوڑ دیا جائے گا (سورہ القیٰمہ آیت ۴۰۔۳۶)

مقصد حیات کو دوسرے طریقے سے سمجھایا جا رہا ہے کہ تمہارے وجود کا مقصد ہے اس کو یوں ہی ایک کھیل تماشہ نہ سمجھنا اگر ہم اس پر غور کرتے ہیں تو ''یوں ہی'' کا کیا مطلب ہے تو ہزاروں' لاکھوں دروازے کھل جاتے ہیں۔ مقصد پیدائش پر غور کرنے قرآن مجید' سنت رسول اللہ اور احادیث رسول سامنے آتے ہیں۔

اللہ کے نبی جو سارے عالموں کے لئے محسن کائنات اور رحمت بنا کر بھیجے گئے آپ نے وحدانیت کی شمع کو پھر روشن کرنا شروع کیا۔ جب کہ آپ کے دور میں توحید نام کی چیز نایاب ہو چکی تھی۔ اگر باقی بھی تھی تو شرک سے منسلک ہو کر اپنا صحیح مقام کھو چکی تھی۔ اللہ کے نبی کے مکہ مکرمہ سے توحید کی آواز بلند کی اور ۲۲ سال کے عرصہ میں توحید کا پیغام پھیلایا لوگوں کو خالق واحد کی طرف جمع کیا۔ وحدانیت دنیا میں پھیلنے لگی۔

اللہ تعالیٰ نے مقصد تخلیق آدم اور بنی آدم کو سیدھا راہ بتلانے کے بعد اور سیدھی راہ کی کامیابی اس کے اجر کی خوشخبری وانعامات اپنی پہچان کو عملی جامعہ دینے کا فیصلہ کیا تو ایک عینی شاہد کے لئے اپنے محبوب بندے بشر اعلیٰ کا انتخاب کیا جس کو عالم اسلام معراج نبوی کے نام سے جانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کو معراج کی خوشخبری دی وہاں سے بیت المقدس پھر آسمانوں کی دنیا میں شروع ہوا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو ساتوں آسمان' جنت ودوزخ کی سیر کرائی۔ مختلف آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقات کرانے کے بعد سدرالمنتھیٰ پہنچے اور حضور سے ارشاد فرمایا یہاں سے آپ اکیلے بڑھئے۔ اور اسی مقام پر میری حد ختم ہوتی ہے۔ بہرحال حضور تن تنہا نور خداوندی کے ہزاروں پردوں کو چاک کرتے ہوئے اللہ کی ملاقات کی اور ذاتِ باری تعالیٰ کے دیدار سے شرف حاصل کیا۔ جسکو قرآن مجید نے بہت ہی واضح انداز میں مختلف آیات میں بیان کیا ہے۔

اللہ کے نبی ذات اللہ کو دیکھنے کی وجہ سے اللہ نے آپ کو قرآن مجید میں شاہد' مبشر کے خطاب سے نوازا۔ شاہد کے معنی آنکھ سے دیکھ کر گواہی دینے والے کے ہوتے ہیں۔ پہلے کے کسی بھی پیغمبر نے اللہ کی وحدانیت کی گواہی اللہ کے کلام سے سن کر کہی' کسی کو بھی ''شاہد'' بننے کا موقع نہ ملا۔ اللہ کے نبی کو ارشاد ہوتا ہے سورہ اخلاص میں **قل ھو اللہ احد**...... کہہ واللہ ایک ہے۔ یہ نہیں کہا کہ قل یا ایھا الناس یا قل یا ایھا المومنونی یعنی انسانوں یا مومنوں سے خطاب نہیں کیا بلکہ حضور سے کہلانے لگوا رہا ہے کہ کہہ واللہ ایک ہے اس لئے کہ آپ ہی اکیلے' شاہد'' ہیں۔

(یہ ایک تفصیلی بحث ہے یہاں ہمارا موضوع نہیں ہے) سارا عرب معراج نبوی کے واقعہ سے حیران وپریشان ہوا۔ اتنا لمبا سفر حالانکہ ان دنوں صرف بیت المقدس کا راستہ ہی آٹھ دن کا ہوتا تھا جو لوگوں کی سمجھ سے بالکل باہر تھا۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ جن لوگوں کو توفیق تھی وہ آمنا وصدقنا کہے اور صدیق کہلائے۔ اور کافی نئے مسلمان مرتد بھی ہوئے اور ساری دنیا نے حقیقت جان لی اب یہ سوال ہوتا ہے کہ اللہ کے نبی کو اس سے پہلے

معراج ہوئی تھی یا نہیں جیسا کہ اللہ کے نبی کا ارشاد ہے کہ میں اسوقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی وکیچڑ کے حالات میں بھی نہ تھے۔ یعنی کہ تخلیق آدم بھی عمل میں نہیں آئی تھی۔ جب بھی حضور کا وجود موجود تھا۔ ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا پھر میرے نور سے کائنات کی ہر شئے بنائی۔ جب ہم ان دونوں ارشادات پر غور کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آدم سے لے کر کائنات کی ہر شئے حضور کی مرہون منت ہے اور آپ کا طفیل ہے۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ اللہ اور اس کے نور کی تشکیل جو حضور کی شکل میں موجود تھی اور اس کے برخلاف کوئی شئے بھی موجود نہ تھی۔ تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نور محمدیؐ چاہے وہ کسی بھی شکل میں ہو یا کسی بھی حالات میں ہو اللہ سے دور نہ تھا ظاہری ہو یا باطنی اللہ کے ساتھ تھا اللہ کیہر حالت سے واقف تھا۔ جب یہ سب تھا تو پھر اتنی دھوم سے معراج کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔ جبرئیل کا آنا' براق کو ساتھ لانا' بیت المقدس کا سفر' پھر تمام پیغمبروں کو جمع کرنا' حضور سے امامت کرانا' ساتوں آسمانوں میں خاص خاص پیغمبروں سے ملانا۔ جنت ودوزخ کی سیر کرانا اب یہ تمام باتیں غور کرتے ہیں۔

پہلا فرشتوں کے اعتراض کا جواب: دیکھو میں نے نہیں کہا تھا کہ تم نہیں جانتے جو میں جانتا ہوں۔ وہی تشکیل بشر ہے جس پر تم کو اعتراض تھا وہ میری تمام مخلوق کا سب سے ممتاز ہے اس کو وہ مقام دیا گیا ہے جو آج تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور فرشتوں کے سردار جبرئیل علیہ السلام اور دوسرے ملائکوں کو ماننا شرط ایمان میں سے ہے۔ ان کی بھی ایک حد ہے مگر میرے محبوب کی پہنچ اس سے بھی دور ہے۔

پیغمبروں کی گواہی: ہر پیغمبر سے گواہی لی گئی تھی کہ جب بھی آخری پیغمبر آئیں گے تم ان کی پیروی کرنا ان پیغمبروں کو ان کی زندگیوں میں موقع نہ ملا۔ مگر اللہ کی محبت نے ان تمام پیغمبروں کو حضور سے ملاقات کروادی۔ اور ان تمام پیغمبروں نے حضور کی امامت میں نماز ادا کی اور سردار انبیاء کے فیض سے مشرف ہوئے۔

دیدار: اب جو اہم پہلو یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے نور بشر کی حیثیت سے نور حقیقی اللہ تعالیٰ کو دیکھا تھا مگر بشر کی حالت میں اس دنیا سے جا کر بشریت کی حالت میں معراج میں دیکھا۔ اللہ کے محبوب بندے کو اللہ تعالیٰ نے سارے مخلوق کائنات جنت کے خوبصورت مناظر' دوزخ کی ہولناکیوں کو دکھلا کر اپنے دیدار سے سرفراز فرمایا تا کہ کسی کو بھی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور وہ کہ دیدار خدا ناممکن کہہ سکے۔ مقصد کائنات بنانے کا بھی مقصد صرف یہی تھا کہ ''میں پہچانا جاؤں'' تو حضور کی نظر سے پہچانا گیا۔ حضور کی زبان سے گواہی دلا دی۔ حضور کی آنکھوں میں دیکھنے والوں نے دیکھ لیا اور ایک ضابطہ پیانہ بتا دیا گیا کہ اپنی ذات کو تباہ کرو ذات کو فنا کرو تو مجھ کو پاؤ گے۔ اس ضابطہ پیانہ کی دعوت عام دینے والے کی ضرورت تھی۔ اس دعوت عام کے لئے اور شخصیت کو آنا ضروری تھا وہ فنائیت کے مقام کو بتانا ضروری تھا۔ وہ شخصیت میرے محبوب کی نسب سے ہوگی وہ میرے محبوب کے نقش قدم پر چلے گی اس کی تصدیق کرو۔ اسی لئے مہدی کی بعثت ضروری تھی۔ پیغام فنائیت' طلب دید مولا کو عام کرنا تھا۔ مہدی آئے اور گئے جس کو سمجھنا تھا جس کو پانا تھا وہ پالیئے اور آئندہ بھی اپنے مقصد کو پالیں گے۔

اور اب ہم مصلحت خداوندی وفطرت انسانی پر غور کرتے ہیں اور اسی پہلو سے امام مہدی کی بعثت کی اہمیت کو پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

بعثت مہدی مصلحت خداوندی وفطرت انسانی:

اللہ تعالیٰ خالق کل ہے اس کی مصلحت کو کوئی نہیں جانتا نہ اس کا کوئی وکیل ہے نہ کوئی مشیر اور وہ انسانی فطرت کو انسان سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم کو پیدا کیا اور بنی آدم سے دنیا کو آباد کیا جس سے نسل انسانی پھیلنے لگی' خاندان بنا پھر قبیلے ہوئے قوم سے اقوام کا ظہور ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ نے توحید اور شریعت کے سلسلہ کو قائم کیا۔ انسان کو سیدھے راستے پر زندگی بسر کرنے کی راہ بتلائی گئی۔ جیسا کہ قرآن مجید کی

آیت............

انسان بہت جلد برائی پر چلے جاتا ہے۔ آدم علیہ السلام ہی کی زندگی میں عورت کے لئے پہلا قتل ہوا انسان دنیا سے زیادہ سے زیادہ راغب ہونے لگا۔ آدم کا دور ختم ہوا۔ پھر شیث علیہ السلام پیغمبر ہوئے۔ پھر نوح علیہ السلام پیغمبر بنے آپ نے (۱۰۰۰) سال کے قریب وحدانیت کی تعلیم دی۔ سوائے چند کہ کسی نے ایمان نہ لایا۔ پھر قوم نوح کو عذاب الٰہی نے صفحہ ہستی سے میٹ دیا۔ نوح کے ساتھیوں نے نسل انسانی بڑھی اسی لئے نوح کو ''آدم ثانی'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد دیگر پیغمبر آتے رہے۔ جیسا کہ صالح علیہ السلام ان کی قوم کو بھی میٹ دیا۔ جیسا کہ لوط علیہ السلام' ہود علیہ السلام وغیرہ۔ پھر ابراہیم علیہ السلام' پھر موسیٰ علیہ السلام کا ظہور رہا۔ موسیٰ علیہ السلام توحید کا پیغام پھیلاتے رہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر اللہ سے کلام کرنے کے لئے کچھ دنوں کے لئے گئے۔ اور جب قوم کی طرف آتے ہیں تو دیکھتے ہیں قوم کے کافی لوگ سامری کے بنائے ہوئے بچھڑے کی پوجا کرنے لگی ہے اور یہ جواز پیش کرتی ہے کہ ہم اللہ کی خوشنودی کے لئے یہ حرکت کر رہے ہیں۔ یہ ہے قوموں کا حال جو کچھ ہی عرصہ میں نافرمان بن جاتی ہے۔ توحید کو بھلانے لگتی ہے۔

آخر کار آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے ہیں ہر طرف کفر کا اندھیرا دین ابراہیم مٹ چکا تھا توحید باقی بھی تھی تو شرک سے مل کر ایک نئی شکل اختیار کر چکی تھی۔ آپ کا ظہور مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے جو مکمل مشرک تھے خانہ کعبہ بتوں سے بھرا ہوا تھا۔ آپ کا پیغام حق ٹھکرا دیتے ہیں آپ پر ظلم کی انتہا شروع کرتے ہیں۔ قوم کی جاہلیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاتا ہے کہ عرب اپنی بیٹیوں کو صرف عزت اور غربت کی خاطر زمین میں زندہ دفن کر دیتے تھے۔ صدیوں کی دشمنی سالوں جنگ کرتے تھے کعبہ کے اطراف برہنہ طواف کرتے تھے۔ ایسے دور ایسے لوگوں کے اللہ اللہ کے نبی کو توحید کی تعلیم دینا تھا ان کے دلوں کی کدورت کو بت پرستی کی عظمت کو نکالنا تھا۔ ایسے حالات میں اللہ کے نبی ﷺ نے پیغام حق سنایا لوگوں کو توحید پر جمع کیا کلمہ طیبہ کی تلقین کی لوگوں کو سیدھے راستے پر چلنے کا راستہ سکھلایا۔ شریعت وفرائض کے احکامات نافذ کئے۔ توحید کے نئے سلسلہ سے بنیاد ڈالی۔ نو مسلم کو جنت کی دلربا رونقیں' دوزخ کی ہولناکیوں' روز محشر کے عذاب سے ڈرایا۔ اور اپنی حیات پاک کے ختم تک مذہب اسلام کی تبلیغ کی۔

اللہ کے نبی کے دور حیات کے بعد انسان نے پھر جلد بازی کی۔ ایک انتشار برپا ہوا۔ خلافت کے انتخاب پر جھگڑا ہوا۔ ابوبکر صدیقؓ خلیفہ بنائے گئے۔ چند ہی دنوں میں کچھ لوگوں نے زکواۃ جس کو فرض قرار دیا گیا تھا اس کے دینے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ وقت کو تلوار میان سے نکالنے کی دھمکی دینی پڑی پھر دوسرے خلیفہ عمرؓ خلافت کے دوران شہید کر دئے گئے۔ پھر عثمان غنیؓ خلیفہ بنائے گئے اتنا حد تک پہنچ گیا آپ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ پھر چوتھے خلیفہ حضرت علیؓ بنے۔ آپ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کی شہادت خاص الخاص سیاست پر مبنی تھی۔ پھر اس طرح تاریخ آگے بڑھتی ہے۔ یہ انسانی فطرت اچھائی اور برائی دونوں ساتھ چلتی رہی۔ مصلحت خداوندی دیکھئے اللہ تعالیٰ انسان پر اس کی قوت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا اور اسلام ایک فطری مذہب ہے اللہ کے کوئی احکامات غیر فطری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کرنے میں ۱۲ سال کے عرصہ میں پورا کیا۔ پہلی آیت میں اس کی برائی کی گئی اور حالت نشہ میں نماز کے قریب آنے سے روکا گیا۔ پھر آخر کار حرام قرار دیا گیا۔ حالانکہ شراب عیسیٰ علیہ السلام کے دور تک بھی جائز تھی۔ شریعت محمدؐ کی بھی ممانعت شراب پہلے ہی سے مقدم ہوگئی تھی مگر اس کو آہستہ آہستہ ختم کیا گیا۔

مصلحت خداوندی اور انسانی فطرت کا جائزہ لینے کے بعد میرا یہ ایک ذاتی خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء مصلحت یہی تھی کہ فرائض کی پابندی کے ساتھ توحید پر مکمل قائم ہونے کے بعد انسان کو فقہ سے نکل کر تقویٰ کی طرف اور اسلام کے بنیادی اصول سے نکال کر احسان کی طرف لے جانا

چاہتا تھا۔ عالیت کی افضلیت اوراس کی اہمیت کوسمجھانا چاہتا تھا قرآن مجید کے وہ احکامات جو خوشنودی اللہ ہیں اس کی اہمیت وفضیلت اللہ کی معرفت اللہ کی محبت و پہچان کی تعلیم کی اہمیت کواجاگر کرنا چاہتا تھا۔ اس تعلیم احسان کوخاص طور ردعوت عام میں پیش کرنا تھا۔ مقصدحیات صرف اللہ اوراس کے نبی کی محبت' دنیا سے دوری' ذکر کی اہمیت اوراس پرعمل کی تاکید کے لئے ایک ایسی ہتی کی مبعوثیت کی ضررت تھی جس کا پیغام شریعت محمدیؐ کی عالیت بتانے فرائض اسلام کے مقام سے دعوت کوظاہر کرے۔ اسی لئے مہدی کا آنا ضرورت دین بن جاتا ہے۔

امام مہدی کی بعثت کو ہم ایک اور پہلو سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تخلیق آدم کا مقصداور قرآنی آیتوں کے پیش نظر بنی آدم کے مقصدحیات کو بیان کیااور پھرمعراج نبی محمد ﷺ کی اہمیت پرغورکیا۔ دوسرا پہلو مصلحت خداوندی وانسانی فطرت کاتفصیل سے جائزہ لیا۔ اب ہم قرآن مجید کی ان آیتوں اورشریعت کے اہم پہلو پرروشنی ڈالتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کاحکم دیتا ہے اس پرعمل کرناضروری ہوتا ہے وہ فرض کی شکل اختیارکرجاتا ہے جس طرح کہ کئی حکوم کواللہ کے نبی نے فرض قرار دیا جیسا کہ اسلام کے فرائض ہیں۔ کلمہ' نماز' زکواۃ' روزہ' حج

یہ تمام فرائض اسلام کے بنیادی اصول ٹھیرائے گئے۔ ان پرزبانی اورعملی عمل کرنا ایمان کی بنیاد ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور دوسرے احکامات بھی نازل کئے اوراس کی اہمیت بھی بتلائی۔ ان کے ثواب اوراجر کی تفصیل سنت رسول اللہ ﷺ کے احادیث سے بھی ملتی ہے۔

☆ **دنیا کی مذمّت**: اس کی برائی' اس کے چاہنے والوں کی سزا

☆ **ذکر**: ذکر کی اہمیت' ذکر کے فضائل' ذکر کے اوقات

☆ **نفس کشی**: نفس کی برائی

یہ احکامات بھی آئے اورحکم دیا گیا ہے ان پرعمل کرو۔ اب ہم غورکرتے ہیں تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ احکامات وفرائض اوردوسرے احکامات کے عمل میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مگرفرائض احکامات اسلام کی بنیاد بن گئے۔ اب دوسرے احکامات کی اہمیت کو بار بار بتلایا گیااوراس کے بے انتہا فضائل بتائے گئے۔ وہ احکامات کی اہمیت اورعمل کوتصوف جیسے نام دئے گئے۔ اوروہ صرف صوفیاء کرام واولیاءاللہ کی ذاتوں تک محدود ہوکررہ گیا۔ اب ایک ایسی ہستی کی ضرورت تھی جوشریعت پرقائم رہتے ہوئے تعلیم احسان دنیا کوپیش کرے اورایک ایسی جماعت کوتیارکرے جوقیامت ت نمونہ حیات بنے رہے۔ روح اسلام اللہ کی معرفت کولوگوں میں عام کرکے اللہ کے قریب پہنچانا تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کوخلیفۃ اللہ امام مہدیؑ کی شکل میں دنیامیں ظہورکیا۔ جوایک ضرورت دین بن چکی تھی اس لئے مبعوثیت مہدی ضرورت دین بن گئی۔

اللہ کے فضل وکرم ے ہم نے مقصدتخلیق آدم اللہ کے نبی کی سنت ومعراج نبوی اوراللہ تعالیٰ کی مصلحت وفطرت انسانی کے پہلوؤں سے ضرورت بعثت مہدی ثابت کرنے کی کوشش کی امید ہے کہ آپ غوروفکر کی دعوت دے گی۔

اللہ کے فضل سے خلیفۃ اللہ مہدی موعودعلیہ السلام کی دنیا میں آمد ہوئی۔ حق پرستوں کی ایک جماعت نے اس ہستی کی تصدیق کی آمنا وصدقنا کہا اللہ کے احکامات وخواہش وحکم رسول کو پورا کیا۔ اوراہل سنت کہلانے کے مستحق ہوئے۔

آئے اب ہم یہ دیکھتے ہیں خلیفۃ اللہ امام مہدی جن کو ہم خلیفۃ اللہ مانتے ہیں وہ مقصدحیات کو پورا کئے یا نہیں۔ سب سے پہلے ہمارے امام نے اپنی تعلیم کوقرآن وسنت پرپیش کیا ہے۔ آپ سے کسی نے ایک فقہی سوال کیا اس پرآپ نے جواب دیا کہ ''بندہ کا کام فقہی مسائل کو سمجھانے کانہیں ہے بندہ توصرف طلب دید کی دعوت دیتا ہے۔'' آپ نے ہزاروں' لاکھوں پروانوں کو بندہ اوراللہ کے درمیان حجاب کوختم کرکے معرفت کاراستہ بتلایا۔

شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کو جاتے تو اکثر اصحاب رسول اللہ ﷺ کی شان بیان کرتے اور ایسی شخصیتوں کو دیکھنے کی خواہش کرتے اس پر آپ کے دوست کہتے کہ وہ دور کہاں اور ایسے لوگ اب کہاں پیدا ہو سکتے ہیں۔ شاہ خوندمیرؓ جواب دیتے اللہ چاہا تو ہر بات ممکن ہے۔

جب امامنا کی آمد ہوئی آپ ملاقات کو چلے پہلی ہی نظر میں اپنے مقصد کو پا لیئے۔ امامناؑ نے جواب دیا بھائی خوندمیر ''چراغ اور تیل ساتھ لائے تھے بندہ نے روشن کر دیا'' شاہ خوندمیرؓ طلب خدا میں بھٹک رہے تھے اللہ کے خلیفہ نے ان کی بھٹک ختم کر دی اسی طرح ہزاروں عاشقوں کو طلب دید میں مدد ملی۔

امامنا کا ایک ارشاد ہے کہ اگر تم کو سات جنت بھی ملی تو آگے بڑھ جاؤ گے (یعنی قبول نہ کرو) انسانکو یوہی بنانے کی وجہ سمجھاتی ہے۔ جن وانس کی پیدائش کے مقصد کو سمجھاتی ہے۔ یہ ہے خلیفۃ اللہ کے فرمودات جو اللہ اور اس کے بندے کے درمیان ستر حجاب میٹ دے۔ اب ہم آپ کو تعلیم ولایت کے ایک ایک فرض کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں جس کا حاصل معرفت الٰہی ہی ہے۔

تعلیم امامنا کا خلاصہ عشق الٰہی ہے خوشنودی اللہ اور صرف اور صرف اللہ ہی اللہ ہے۔ فرائض ولایت کے جو راستے ہیں ذکر کثیر' ترک دنیا' صحبت صادقین' عزلت' توکل' طلب دیدار خدا' ہجرت ہیں۔ جس طرح ایک سیڑھی ہے اس کا ایک ایک قدم سیڑھی کے آخری سرے تک جاتا ہے اور وہ سرا ایک منزل کو پہنچاتا ہے۔ اسی طرح صحبت صادقین' عزلت گوشہ نشینی' ذکر' توکل' ہجرت' ترک دنیا' اللہ کی پہچان پیدا کرتا ہے۔ معرفت پیدا کرتا ہے۔ عشق الٰہی ہونے لگتی ہے۔ جذبہ عشق بڑھتا جاتا ہے۔ اور آخر کار ایک منزل آتی ہے جو خدا کے دیدار کی طرف لے جاتی ہے۔